Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 38, Sr.No.109, 2017 pp 85 - 94

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۸، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۷ء، شمارہ ۱۰۹

ریاست جموں و کشمیر کے عہد ڈوگرہ میں علمی و ادبی ترقی

☆ڈاکٹر زاہد عزیز ☆☆ڈاکٹر عبدالرحیم عامر

Abstract:

The state of Jammu and Kashmir remained an origin of learning and civilization. Kashmiri poets, litterateures, critics and intellectuals performed lot of achievements for language and literature. Kashmir not only culturally but also politically remained an integral part of subcontinent. Arrival of the British in subcontinent and death of Ranjit Singh put deep effects on the political history of Kashmir. Maharaja Gulab Singh purchased Kashmir under the treaty of Amritsar on 16th March, 1846. The Kashmiri intellectuals played an important role for the promotion of language and literature during Dogra period.

ریاست جموں و کشمیر عہد قدیم سے علم و ادب، فکر و فلسفہ اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہی ہے۔ یہ خطہ ہمیشہ سے محبت، بھائی چارے اور روحانی تصورات کو فروغ دینے میں پیش پیش رہا ہے۔ عہد قدیم سے ہی یہاں شعر و ادب کے چراغ جلتے رہے ہیں اور اُن کی ضیا پاش کرنوں سے قرب و جوار ہی نہیں بلکہ دُور دراز کے گوشے بھی منور ہوئے ہیں۔ رشیوں اور صوفیوں کی بدولت پاکیزہ افکار و خیالات کا دُور دُور چرچا رہا ہے۔ یہاں متعدد شعراء، ادبا، نقاد اور دانشور پیدا ہوئے جنھوں نے زبان و ادب کے گرانقدر کارنامے انجام دیئے۔ یہ ریاست نہ صرف تہذیبی و تمدنی بلکہ سیاسی و سماجی اعتبار سے ہمیشہ برصغیر کا جزو لاینفک رہی ہے۔ برصغیر میں ہونے والے تجربات نے اسے وقتاً فوقتاً متاثر کیا ہے۔ برصغیر میں انگریزوں کی آمد اور پنجاب کے حکمران رنجیت سنگھ کی وفات نے بھی ریاست کی سیاسی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔
☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ سیاسیات، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد۔

بعد انگریز سکھ جنگوں کے دوران سکھوں کو نہ صرف شکست سے دوچار ہونا پڑا بلکہ تاوان کی رقم نہ ادا کرنے کے سبب کشمیر سمیت دیگر علاقوں سے بھی محروم ہونا پڑا۔ انگریزوں اور سکھوں کی چپقلش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جموں کے مہاراجہ گلاب سنگھ نے دونوں فریقین کے مابین مصالحانہ کردار ادا کرنے کے عوض ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کے معاہدہ امرتسر کے تحت کشمیر ۷۵ لاکھ نانک شاہی سکوں کے عوض انگریزوں سے خرید کر کشمیر میں شخصی راج کا آغاز کیا۔

مہاراجہ گلاب سنگھ نے نومبر ۱۸۴۶ء میں ریاست جموں و کشمیر کا نظم و نسق سنبھالا۔ اُس کے عہد میں تحریر و تقریر پر پابندی عائد تھی۔ تعلیم کے شعبہ کی طرف بھی وہ کوئی خاطر خواہ توجہ نہ دے سکا چونکہ کشمیر کی مہاراجگی کے حصول کے فوراً بعد اُسے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ادیبوں سے مہاراجہ گلاب سنگھ کا ایک خاص جذباتی لگاؤ تھا۔ خواجہ ثناء اللہ قادری سو سے زائد فارسی کتابوں کے مصنف اور زبردست عالم و فاضل تھے۔ گلاب سنگھ اُن سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ خواجہ ثناء اللہ نے مہاراجہ گلاب سنگھ کے خاندانی اور سیاسی حالات پر ایک کتاب مہاراج نامہ کے عنوان سے تحریر کی۔(۱) اس کتاب کے دو حصے ہیں: پہلے حصے میں گلاب سنگھ کے حالات زندگی تا وفات اور رنبیر سنگھ کی تخت نشینی کی تفصیلات درج ہیں جبکہ دوسرے حصے میں رنبیر سنگھ کے عہد کے حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ گلاب سنگھ کے عہد میں میر عزیز اللہ قلندر ایک نامور ادیب گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی ذہانت و قابلیت سے گلاب سنگھ کے دربار میں رسائی حاصل کی اور بہت عزت بھی پائی۔ انہوں نے اس مہاراجہ کے عہد میں واقعات کشمیر کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی۔(۲) جس میں کشمیر کے سکھ عہد کے حالات و واقعات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ان کی وفات کے بعد اُن کے دو بیٹوں میر بزرگ شاہ اور میر عنایت اللہ نے اپنے والد کی کتاب میں چشم دید معلومات کا اضافہ کیا۔

۱۸۵۸ء میں گلاب سنگھ کے مرنے کے بعد رنبیر سنگھ جانشین ہوا۔ اس عہد میں بہت سے علمی گھرانے پنجاب اور ہندوستان سے آ کر ریاست میں آباد ہوئے۔ ایمن آباد کا دیوان خاندان جو کہ علم دوست تھا اُس کے افراد حکومت کشمیر کے اعلیٰ مناصب پر فائز تھے۔(۳) اسی خاندان کی تحریک پر ریاست میں مکتب اور پاٹ شالے کھولے گئے جہاں پنجاب کے مکتبوں کے طرز پر فارسی اور اُردو کا نصاب جاری ہوا۔ جہاں سرکاری حکم سے بچوں کو تعلیم دلوانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی عہد میں علم و ادب کی ترویج کے لیے احمدی پریس کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں فارسی، ڈوگری اور سنسکرت کی کتابیں اور فارم طبع ہوتے تھے۔ اس کے دس سال بعد وکرم بلاس پریس کے نام سے ایک اور سرکاری مطبع قائم کیا جو بعد میں رنبیر گورنمنٹ پریس کے نام سے

موسوم ہوا۔ یہ شمالی ہندوستانی ریاستوں میں سب سے بڑا پریس تھا۔(۴)

رنبیر سنگھ نے نہ صرف ملک کے دوسرے علمی مراکز سے سنسکرت، فارسی، عربی، ہندی، اردو اور انگریزی کے دانشور بلا کر متعدد کتابوں کے ترجمے اردو، ہندی، ڈوگری اور پنجابی زبانوں میں کرائے بلکہ اردو اور ہندی میں مشترکہ طور پر شائع ہونے والا پہلا ہفتہ وار اخبار بدیا بلاس ۱۸۶۷ء میں جاری کیا(۵) بلکہ بدیا بلاس نام سے ایک انجمن قائم کی جس کا مقصد مختلف زبانوں کے ادبی شہ پاروں کا اردو اور ہندی میں ترجمہ کرنا اور اُن سے متعلق تنقیدی و تاریخی مباحث چھیڑنا تھا۔ مہاراجہ ایک علم دوست انسان تھا اُس نے ریاست میں پاٹھ شالاؤں اور مدارس کا قیام عمل میں لایا۔ جہاں پنڈت اور مولوی مقامی ہندو اور مسلمان لڑکوں کو مذہبی اور ریاضی کی تعلیم دیتے تھے۔ سرینگر کے اندر کشمیری پنڈتوں نے گھروں کے اندر سکول قائم کیے ہوئے تھے جہاں فارسی کی تعلیم ہندو اور مسلمان لڑکوں کو پیسوں کے عوض دی جاتی تھی۔ رنبیر سنگھ نے سرینگر میں دو ایسے ادارے کھولے جن میں سے ایک پنڈتوں کے لیے اور دوسرا مسلمانوں کے لیے تھا۔ زتشی رقمطراز ہیں:

> The darbar opened two schools in Srinagar, one for teaching Sanskrit to Kashmiri pandits and the other for teaching Arabic to Kashmiri Muslims.(6)

رنبیر سنگھ نے جموں کے رگوناتھ مندر کو مذہبی تعلیمات کا گہوارہ بنایا۔ جہاں فارسی، عربی اور سنسکرت زبانوں میں مذہبی تعلیم برہمنوں کو دی جاتی تھی۔ اس نے اسی مندر کے اندر تراجم کے شعبے بھی قائم کیے جہاں مختلف زبانوں کے تراجم کیے جاتے تھے۔(۷)

مہاراجہ رنبیر سنگھ علم وادب کا مربی تھا۔ اُس نے کشمیر میں کئی سکول اور کالج قائم کیے۔ اس کے علاوہ تعلیمی اداروں کی فلاح و بہبود کے لیے بھی خاطر خواہ اقدامات کرتا تھا۔ جب ۱۸۶۷ء میں پنجاب یونیورسٹی کے قیام کا خیال زیر بحث لایا جا رہا تھا تو مہاراجہ رنبیر سنگھ نے پنجاب کے اُس وقت کے لیفٹیننٹ گورنر جناب ای۔ میکلوڈ کو اس تعلیمی ادارے کی تعمیری ترقی کے لیے چھ لاکھ اور پچیس ہزار روپے کی خطیر رقم دے کر علم دوستی کا ثبوت دیا۔(۸) تعلیمی اداروں کے قیام کے علاوہ تراجم کے شعبے بھی قائم کیے گئے۔ فریڈرک ڈریو کے مطابق:

> He also set up a separate department for arranging translation of books on all subjects so that school text book could be made available. He started a number of

schools in all parts of the state. In a high school at Jammu, the lessons were arranged in English, Shastri, Law, Ayurveda, Unani medicine in Dogri and Persian.(9)

مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد میں تاریخ، مذہب اور طب کے موضوعات پر مختلف کتب تحریر کر کے شائع کی گئیں۔ اُن قابل ذکر کتابوں میں ڈوگرہ عہد کے عالم و فاضل کرم پارام کی دو فارسی زبان میں تحریر کردہ تصنیفات بھی شامل ہیں۔ اُن میں پہلی کتاب گلاب نامہ ہے جو انہوں نے مہاراجہ رنبیر سنگھ کی فرمائش پر تحریر کی جس میں گلاب سنگھ اور راجگان جموں کے تاریخی کارناموں کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ کتاب رنبیر پریس جموں نے شائع کی جبکہ دوسری فارسی زبان کی کتاب گلزار کشمیر کمشنر پنجاب جناب رابرٹس کی فرمائش پر تحریر کی گئی۔ اس کتاب میں کشمیر کی پیداوار، صنعتوں، دستکاریوں اور مختلف پیشوں کی تفصیلات درج کی گئی ہیں۔(۱۰) کچھ کتب ہندو مذہب اور طب کے متعلق بھی تحریر کی گئیں۔ ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی رقمطراز ہیں:

The chief books published then are Sri Ranbir Parkash (diseases and their treatment), Ranbir Vrat Ratnakar (Dharm Shastre) and Ranbir Bhakti Ratnakar (Purans).(11)

پنڈت ہر گوپال خستہ رنبیر سنگھ کے عہد کا ایک مشہور جغرافیہ دان، مورخ اور شاعر گزرا ہے اُس نے کشمیر کی تاریخ سے متعلق چار کتب، گلدستہ کشمیر، گلشن کشمیر، چہار گلزار اور مخزن خستہ تحریر کیں۔(۱۲)

۱۸۸۵ء میں پرتاب سنگھ گدی نشین ہوا۔ لیکن صرف چار سال بعد انگریزوں نے ۱۸۴۶ء کے بیعنامہ امرتسر کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اور ملکہ وکٹوریہ کے ۱۸۵۸ء میں ہندوستانی شہزادوں کو دیئے ہوئے حقوق کے وعدہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے مہاراجہ پرتاپ سنگھ کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر کے اور اسے بے اختیار کرتے ہوئے ۱۸۸۹ء میں سٹیٹ کونسل کا قیام عمل میں لایا جس سے پرانی روایتیں بدلیں اور اس کونسل کی زیر نگرانی جدید بنیادوں پر تعلیم کو استوار کیا گیا۔ نئے سکول اور کالج کھولے گئے۔ ایک عظیم الشان کتب خانہ کا قیام عمل میں آیا جس میں عربی، فارسی، انگریزی، ہندی، اردو کی قلمی اور مطبوعہ کتب کا انمول ذخیرہ فراہم کیا گیا۔(۱۳) جہاں دور دور سے علماء و فضلاء آ کر استفادہ کرتے تھے۔ سٹیٹ کونسل نے جدید طریقوں پر ریاست کے اندر تعلیم کو متعارف کروایا۔ رنبیر سنگھ کے عہد تک فارسی کشمیر کی سرکاری زبان کی حیثیت سے رائج

رہی لیکن پرتاپ سنگھ کے عہد میں فارسی کی جگہ اردوکو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ تعلیمی اداروں کو جدید بنیادوں پر متعارف کروانے کے بعد سکولوں میں باقاعدہ چیکنگ کا ایک خاص نظام متعارف کروایا گیا۔ تعلیم کے فروغ کے لیے مہاراجہ پرتاپ نہ صرف خود بلکہ برطانوی ریذیڈنٹ، مہاراجے، کونسل کے ارکان اور دوسری اہم شخصیات اپنی ذاتی حیثیت میں وظائف اور فیسوں کی شکل میں مستحق طلباء کی مدد کرتے تھے۔ اس دور میں سکولوں کے نصاب کو پنجاب یونیورسٹی کے نصاب کے مطابق ڈھالنے کے لیے کوششیں کی گئیں اور ان سکولوں کا الحاق بھی پنجاب یونیورسٹی سے کرایا گیا۔ بقول زتشی:

> School curricula in the state were reorganized along the lines of the Punjab Univeristy Syllabus and affiliated to the University.(14)

مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے نہ صرف جموں بلکہ سرینگر میں بھی سکولوں اور کالجوں کا اجراء جدید بنیادوں پر کیا بلکہ مسلمان طلباء کے لیے وظائف مقرر کرنے کے علاوہ عربی کے اُستاد کا تقرر بھی عمل میں لایا گیا۔ زتشی رقم طراز ہیں:

> Maharaja Partap Singh endowed an arts college in Jammu to commemorate the visit of the Prince of Wales in 1905. The darbar also instituted a number of college scholarships for Kashmiris to study in Lahore. Dr.Annie Besant started a Hindu college in Srinagar in 1905, which was taken over by the government in 1911 and renamed Sri Partap College. The darbar also sanctioned scholarships for Muslim boys studying in Srinagar high school, while appointing an Arabic teacher for the school.(15)

مہاراجہ پرتاپ سنگھ ایک تعلیم یافتہ حکمران تھا۔ اس کے عہد میں سری پرتاپ کالج اور پرنس آف ویلز کالج دو اہم ادارے تھے۔ سری پرتاپ کالج کا الحاق پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ تھا جبکہ پرنس آف ویلز کالج

جموں کے شعبہ جیالوجی کا الحاق بھی پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ تھا۔مہاراجہ پرتاپ سنگھ پنجاب یونیورسٹی کے تعلیمی معاملات میں خاص دلچسپی لیتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ پنجاب یونیورسٹی نے اپنے ۱۹۱۷ء کے کانووکیشن میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ کو ڈاکٹر آف لاء کی اعزازی ڈگری عطا کی۔(۱۶) مہاراجہ اور سٹیٹ کونسل کی علم دوستی ریاست جموں وکشمیر میں تعلیمی ترقی کی عکاس ہے۔ جہاں جموں وکشمیر میں سائنس اور آرٹس کی درس وتدریس کے لیے تعلیمی ادارے بنوائے وہاں فنی تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ دی گئی۔فنی تعلیم کے فروغ کے لیے سرینگر میں امر سنگھ (پرتاپ کا بھائی) کے نام سے تکنیکی ادارہ قائم کیا گیا جس نے فنی تعلیم کو پھیلانے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ پرتاپ سنگھ کے عہد کا ایک شاندار کارنامہ پیر غلام حسن کی مشہور فارسی تصنیف تاریخ حسن ہے۔ غلام حسن صاحب علم وفضل تھے۔ان کی فارسی تصنیف چار حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ کشمیر کے جغرافیہ کا احاطہ کرتا ہے۔ دوسرے حصے میں کشمیر کی سیاسی تاریخ، قدیم ہندو راجگان، مغل وافغان سلاطین، سکھ اور ڈوگرہ حکمرانوں کے حالات درج ہیں۔تیسرے حصے میں سادات، مشائخ، صوفیاء اور ریشیوں جبکہ چوتھے حصے میں کشمیر کے فارسی شعراء کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ کتاب انہوں (مصنف) نے ۱۹۰۷ء میں مکمل کر کے اور اپنی وفات سے دوسال قبل یعنی ۱۹۱۶ء میں اپنی مہر لگا کر خانقاہ معلیٰ سرینگر میں بطور وقف جمع کرادی تھی تاکہ شائقین اس سے استفادہ حاصل کرتے رہیں۔کشمیر کے اُس وقت کے کمشنر بندوست والٹر لارنس (عہد پرتاپ سنگھ) نے اس کتاب کو بہت پسند کیا اور مصنف کو نقد انعام کے علاوہ ایک قطعہ اراضی بھی عطا کیا۔(۱۷)

پرتاپ سنگھ ہی کے عہد میں کشمیری مسلمانوں میں ڈوگرہ حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کا جذبہ بیدار ہو چکا تھا۔اسی عہد میں کشمیری مسلمانوں کی غیر سیاسی انجمنیں کشمیریوں کو تعلیمی شعور اور آگاہی دینے کے لیے منظر عام پر آ چکی تھیں۔اُن انجمنوں میں سرفہرست انجمن اسلامیہ جموں (۱۸۹۲ء) انجمن نصرت الاسلام (۱۸۹۷ء) انجمن اسلامیہ پونچھ (۱۹۱۱ء)، انجمن کشمیری مسلمانان لاہور (۱۸۹۹ء) اور ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن (۱۹۰۹ء) تھیں۔(۱۸) مہاراجہ ہری سنگھ جب کشمیر کا مہاراجہ بنا تو اس وقت سیاسی ہنگامہ آرائی کے لیے زمین ہموار ہو چکی تھی۔ یہ وہ دور تھا جب ہندوستان میں مختلف تحریکیں جنم لے رہی تھیں جن میں تحریک عدم تعاون، سیتہ گرہ اور تحریک خلافت قابل ذکر تھیں۔ان تحریکوں کے اثرات کسی نہ کسی طرح ریاست جموں وکشمیر پر بھی اثر انداز ہو رہے تھے۔مسلمانان کشمیر میں بھی سیاسی اور تعلیمی شعور بیدار ہو رہا تھا۔ان انجمنوں نے مسلمانوں کے مذہبی، تعلیمی، معاشی، معاشرتی حقوق اور ان کی سیاسی وقومی شیرازہ بندی کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

علمی وادبی اداروں کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔علم وادب کو فروغ دینے میں جہاں اخبارات، رسائل و جرائد، لائبریریاں اور دانش کدے فعال ثابت ہوسکتے ہیں تو وہاں نشریاتی اداروں، انجمنوں،ادبی اور تمدنی اداروں کے کردار کو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔کشمیر کے آخری مہاراجہ ہری سنگھ کے عہد میں میر منشی سراج الدین احمد خان نے اپنے چند ہم عصروں کے اشتراک سے مفرح القلوب کے نام سے ایک علمی وادبی انجمن قائم کی۔ اس انجمن نے ریاست جموں وکشمیر میں باضابطہ طور پر ادبی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔(۱۹) ان ادبی سرگرمیوں نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچی۔اس انجمن کی تقاریب میں بعض سرکردہ علمی وادبی شخصیات حصہ لیتی رہیں جن میں شیخ عبدالقادر اور علامہ اقبال جیسے سر بر آوردہ ادیب بھی شامل ہوتے تھے۔(۲۰) یہ انجمن ریاست میں ایک عرصہ تک مشاعروں اور محفلوں کے ذریعے علمی وادبی خدمات انجام دیتی رہی۔ یہ علمی وادبی ادارہ کشمیر میں ہر خاص وعام میں مقبول ہوگیا۔

اس علمی وادبی ادارہ کی سرگرمیاں دیکھ کر میر واعظ غلام رسول شاہ نے ۱۸۹۷ء میں انجمن نصرت الاسلام کے نام سے ایک اور ادبی انجمن کا قیام عمل میں لایا۔(۲۱) اس انجمن نے ریاست میں علم وادب کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ سماجی، اصلاحی اور دینی خدمات بھی انجام دیں۔ یہ انجمن دراصل لاہور میں قائم کی گئی انجمن حمایت اسلام کے طرز پر چلنے والی انجمن تھی۔جس کا مقصد کشمیر کے مسلمانوں کو مغربی تعلیم سے آراستہ کرنا اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا تھا۔اس انجمن نے بھی کشمیر میں علم وادب کی ترقی و بقاء کے لیے ایک اہم کردار ادا کیا۔ بزم سخن کے نام سے پنڈت دینا ناتھ مست کاشمیری نے ۱۹۱۴ء میں جموں میں ایک اور علمی وادبی انجمن قائم کی۔جس کا دائرہ پہلے جموں تک محدود رہا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ایک شاخ سرینگر میں بھی قائم کی گئی اس طرح انجمن کا نیا نام بزم سخن جموں وکشمیر رکھا گیا۔(۲۲) یہ انجمن چند برسوں تک علمی وادبی خدمات انجام دیتی رہی۔ چونکہ اس انجمن کے ساتھ بیشتر سرکاری ملازمین وابستہ تھے۔اس لیے انجمن کا شیرازہ اُس وقت بکھر گیا جب ان ملازمین کا تبادلہ ریاست کشمیر کے دوسرے مقامات پر ہوگیا۔اسی عہد میں مولانا مبارک شاہ فطرت گیلانی نے اپنے چند دوستوں کے اشتراک سے انجمن اخوان الصفا کی بنیاد ڈالی۔(۲۳) اس انجمن نے بھی علمی وادبی خدمات کی بجا آوری میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

سری پرتاپ کالج سرینگر کے پرنسپل محمد الدین تاثیر جو خود ایک مشہور ومعروف شاعر اور ادیب تھے۔ انہوں نے اُردو سبھا کے نام سے ایس پی کالج سرینگر میں ادبی انجمن قائم کی۔(۲۴) اس انجمن کا مقصد بھی ریاست میں علم وادب کو فروغ دینا تھا۔ ۱۹۴۷ء کے قبائلی حملے کے دوران ریاستی ادیبوں، فنکاروں اور

شاعروں نے کلچرل فرنٹ کے نام سے ایک اور ثقافتی اور ادبی محاذ منظم کیا۔(۲۵) یہ ایک ہنگامی انجمن تھی اگرچہ اس میں ادب سے زیادہ سیاسی مقاصد کارفرما تھے لیکن اس نازک دور میں اس انجمن نے جو کارکردگی دکھائی اسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد بھی ریاست جموں و کشمیر میں علمی و ادبی اداروں کے فروغ کی طرف زیادہ توجہ دی جانے لگی۔ ریاست میں نہ صرف پرائیویٹ طور پر کئی انجمنیں اور علمی ادارے اُبھرے بلکہ سرکاری سطح پر بھی کئی اہم ادارے قائم کیے گئے جس سے علم و ادب کو فروغ نصیب ہوا۔

ڈوگرہ عہد میں آل انڈیا کشمیر مسلم کانفرنس لاہور اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کے جن اراکین نے مجموعی اور انفرادی حیثیت سے ریاست میں تعلیم کو عام کرنے کی کوششیں کیں اُن میں محمد دین فوق، عبداللہ قریشی اور پروفیسر علم الدین سالک کے نام قابل ذکر ہیں۔ یہ حضرات ۱۹۲۶ء کے بعد متواتر گرمیوں میں کشمیر جا کر دو تین ماہ کے قیام میں نوجوانوں میں سیاسی اور ادبی شعور بیدار کرتے تھے۔(۲۶) محمد دین فوق نے کشمیری مسلمانوں کی بیداری و سربلندی کے لیے اپنے اخبارات پنجہ، فولاد، کشمیری میگزین اور دیگر تاریخی کتب کے ذریعے اپنا کردار ادا کیا جبکہ پروفیسر علم الدین سالک کشمیر میں کالج کے طلباء کو تاریخی موضوعات پر بہترین معلومات فراہم کرتے تھے اور عبداللہ قریشی کشمیر سے متعلق مضامین لکھ کر علمی و ادبی سرگرمیوں کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔(۲۷)

۱۹۲۴ء میں جب لالہ ملک راج صراف نے ریاست کا پہلا مکمل اردو اخبار رنبیر جاری کیا تو اس سے مقامی ادیبوں کو نشر و اشاعت کا ایک ایسا وسیلہ ہاتھ آیا جس کے بغیر اس سے قبل وہ خود کو نامکمل سا محسوس کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ اس اخبار نے ایک ادبی سکول کا درجہ حاصل کیا اور مقامی ادیبوں کا ایک ایسا گروہ تیار ہوا جن کی تخلیقات ریاست سے باہر تخلیق ہونے والے ادب سے کسی طرح بھی کم تر نہ تھیں۔(۲۸) ریاست جموں و کشمیر کے کُہر زدہ ڈوگرہ عہد حکومت میں وہاں کے مقامی ادیبوں نے علم و ادب کے فروغ کے لیے ایک اہم کردار ادا کیا۔ ریاست کی ادبی محفلیں اور انجمنیں جن افراد کے دم سے قائم تھیں اب وہ خانماں برباد ہیں اور بکھرے پڑے ہیں اور کوئی انہیں دیکھے تو یقین بھی نہ کرے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے قریباً نصف صدی تک ریاست میں علم و ادب کی شمعیں روشن کیں اور ریاست کے گوشہ گوشہ میں علم کی روشنی پہنچائی۔

☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

۱۔ جی ایم میر، کشورِ کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، میر پور آزاد کشمیر، ۲۰۰۴ء، ص ۴۰

۲۔ حکیم محمد موسیٰ، ادبی دنیا (کشمیر نمبر)، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۴۷۲

۳۔ ایضاً، ص ۴۷۴

۴۔ ایضاً

۵۔ احمد اندرابی، جموں وکشمیر میں اُردو ادب کے پچاس سال، سرینگر، س۔ن، ص ۳۲۰

6- Chitralekha Zutshi, languages of belonging, New york, 1972, P:171

۷۔ غلام محی الدین صوفی، کشیر، جلد دوم، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۴۸ء، ص ۷۹۰

۸۔ انسائیکلوپیڈیا آف کشمیر، جلد سوئم، دہلی، ۱۹۹۵ء، ص ۲۵۵

9- Fredric Drew, The Northern Barrier of India, London 1877, P:476

۱۰۔ جی ایم میر، کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، میر پور آزاد کشمیر، ۲۰۰۴ء، ص ۳۹

11- Ghulam Mohi-ud-Din, Sufi, Dr, Kashir, Vol:II, Punjab University, Lahore 1948, P:791

۱۲۔ جی ایم میر، کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، میر پور آزاد کشمیر، ۲۰۰۴ء، ص ۴۰

۱۳۔ حکیم محمد موسیٰ، ادبی دنیا (کشمیر نمبر)، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۲۸۵

14- Chitralekha Zutshi, languages of belonging, new york, 1972, P:178

15- IBID

۱۶۔ غلام محی الدین صوفی، کشیر، جلد دوم، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۴۸ء، ص ۸۱۳

۱۷۔ حکیم محمد موسیٰ، ادبی دنیا (کشمیر نمبر)، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۴۷۷

۱۸۔ محمد سرور عباسی، پروفیسر، کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی، انسٹیٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز، آزاد

جموں و کشمیر یونیورسٹی، مظفر آباد ۱۹۹۲ء، ص ۴۱

۱۹۔ برج پریمی، ڈاکٹر، جموں و کشمیر میں اردو ادب کی نشوونما، دکن، ۱۹۵۶ء، ص ۱۳۳

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ حبیب کیفوی، کشمیر میں اردو، لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۴۷

۲۲۔ ایضاً، ص ۵۴

۲۳۔ محمد احمد اندرابی، جموں و کشمیر میں اردو ادب کے پچاس سال، سرینگر، ۱۹۹۸ء، ص ۳۳۹

۲۴۔ ایضاً، ص، ۳۴۰

۲۵۔ محمد یوسف بخاری، ڈاکٹر، کاشر ڈرامہ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۶

۲۶۔ حبیب کیفوی، کشمیر میں اردو، لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۵۰

۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ محمد فتح ملک، پروفیسر، پاکستان میں اردو، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء، ص ۱۴۵